چند دن ہوئے ایک کتاب " نتعلم الاسبانیۃ فی اسبوعین " ہاتھ لگی تھی، جس کے دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ اسپینی زبان عربی زبان سے اب تک بے حد متاثر ہے، تقریباً ہر مفرد لفظ کے شروع میں " ال " کا استعمال عام ہے اور بہت سے الفاظ عربی ہی کے ہیں جن کو اسپینی لب ولہجہ میں ڈھال لیا گیا ہے۔ اسی دوران میں طنجہ سے بین الاقوامی تولیت کے ختم ہونے کی بات آئی تو سب سے پہلے جنرل فرانکو نے بحق مغرب اقصیٰ (مراکش) اس سے اپنی دست برداری ظاہر کی، جس سے جانبین میں اعتماد و تعلق کی خوشگوار فضا پیدا ہوئی، نیز مراکش اور الجزائر کی آزادی اور ذمہ دارانہ روش نے اسپین سے ان کے تعلقات کی نوعیت میں دوستانہ رنگ بھرا، اور ایک دوسرے سے قریب ہوئے، اس کے بعد اسپین میں کئی ایسے ادارے قائم ہوئے جن میں اسلامی اور عربی علوم وفنون پر ابحاث وتحقیقات ہورہی ہیں۔ چنانچہ (۱) معہد الاسبانی العربی للثقافۃ (۲) مدرسۃ الابحاث العربیہ میڈرڈ۔ (۳) مدرسۃ الابحاث العربیۃ غرناطہ (۴) معہد الدراسات الاسلامیۃ میڈرڈ، وغیرہ کسی نہ کسی مقدار اور انداز میں کام کر رہے ہیں۔ جن میں عرب فضلاء و محققین بھی شامل ہیں، جیسے ڈاکٹر حسین مونس وکیل معہد دراسات عربیہ میڈرڈ، اور ڈاکٹر محمود علی مکی، وکیل معہد دراسات اسلامیہ میڈرڈ۔

ان ہی مذکورہ بالا عربی و اسلامی ابحاث ودراسات کے اداروں نے اس سال ۱۲ر مئی ۱۹۶۳ء سے لے کر ۱۸ر مئی تک مشہور اندلسی عالم امام ابن حزمؒ کا نو سو سالہ جشن منایا اور حکومت اسپین کی نگرانی میں یہ پورا ہفتہ اسی اندلسی امامِ اسلام کی یادگار منانے میں گذرا۔

یہ جشن امام ابن حزمؒ کے وطن قرطبہ میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا، اس میں بیس محققین و فضلاء نے امام ابن حزمؒ پر مقالات پیش کئے، جن میں چودہ مستشرقین اور چھ عرب فضلاء تھے، نیز اس جشن میں اسپین میں موجود تمام عرب ممالک کے سفراء اور مندوبین نے شرکت کی۔ اور اسپین کے مشہور ماہر مصور و فنکار "امادیو روبت" نے ابن حزم کی تصانیف کی روشنی میں ان کا خیالی مجسمہ تیار کیا، جسے بڑی شان وشوکت سے ۱۲ر مئی کو باب العطارین (موجودہ باب اشبیلیہ) کے سامنے ایک چبوترے پر نصب کیا گیا، اس کی نقاب کشائی کے موقع پر اسپین کا سرکاری ترانہ سنایا گیا، پھر عربی قومی ترانہ گایا گیا اور مجسمہ کے قدموں پر پھول نچھاور کئے گئے، ۱۵ر مئی کو امام ابن حزمؒ کے نام اور یادگار کی تختی کی نقاب کشائی کی گئی جسے ان کے مکان کی جگہ پر لگایا گیا ہے، اس یادگار تقریب کے موقع پر امام

ابن حزمؒ کی زندگی سے متعلق قرطبہ کے مقامات کی تحقیق و تعیین بھی کی گئی - یہاں پر ان مقامات کی نشان دہی مناسب معلوم ہوتی ہے -

امام ابو محمد علی بن احمد سعید بن حزم قرطبی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ رمضان ۳۸۴ھ (۷ نومبر ۹۹۴ء) کو قرطبہ کے سب سے خوبصورت محلہ مُنیۃ المغیرہ میں پیدا ہوئے، اس محلہ کے چاروں طرف ہرے بھرے باغات تھے، اسے قرطبہ کے دسویں اموی خلیفہ ہشام المؤید کے چچا مغیرہ نے آباد کیا تھا - جب خلیفہ عبد الرحمٰن المستظہر کا دور آیا تو اس نے مغیرہ کو قتل کر دیا، اور اس کے آباد کردہ علاقہ میں وزراء، عُمّال اور سرکاری آدمیوں نے اپنے قصور و محلات تعمیر کرائے چنانچہ امام ابن حزمؒ کے ایک خاندانی بزرگ اور خلیفۂ وقت کے وزیر احمد بن حزم نے بھی مُنیۃ المغیرہ میں ایک محل تعمیر کیا۔ اسی میں امام ابن حزم پیدا ہوئے، نیز اسی علاقہ میں بنو شہید، بنو زجالی، بنو طبنی، بنو برد، وغیرہ قبائل کے مکانات تھے جن کے حالات اندلس کی اسلامی تاریخوں میں کثرت سے ملتے ہیں -

یہ علاقہ موجودہ شہر قرطبہ کے شمالی حصہ میں واقع ہے، آج کل اس محلہ کو "سان لورنزو" کہتے ہیں، اور تحقیق کے مطابق امام ابن حزم کا مکان اسی مقام پر تھا جہاں آج "سان لورنزو" کا گرجا واقع ہے، خدا کی شانِ بے نیازی کا یہ منظر کتنا عبرتناک ہے کہ جہاں پر قصرِ بنی حزم تھا وہاں پر صلیب و تثلیث کی عمارت کھڑی ہے،

امام ابن حزم اپنے محلہ سے جامع قرطبہ میں درس و تدریس کے لئے آتے جاتے باب عبد الجبار سے گذرتے تھے، یہ عبد الجبار خلیفہ عبد الرحمٰن الناصر کی اولاد میں مغیرہ مذکور کا بھائی تھا۔ جسے منصور بن ابی عامر نے قتل کر دیا تھا۔ ابن حزم باب عبد الجبار سے گذر کر تنگ راستوں سے ہوتے ہوئے محجۃ العظمیٰ تک جاتے تھے، یہ مقام موجودہ شہر قرطبہ کی سب سے بڑی سڑک میں آگیا ہے - جو وادئ کبیر کے پُل کے سامنے سے شروع ہو کر انتہائی شمال میں باب یہود تک جاتی ہے -

۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں ابن حزم کو خلیفہ عبد الرحمٰن المستظہر نے اپنا وزیر بنایا، اس لئے انھوں نے منیۃ المغیرہ میں واقع اپنے آبائی مکان کو چھوڑ کر شہر کے مغربی علاقہ میں بلاطِ مغیث میں سکونت اختیار کی، یہ محلہ حضرت طارق بن زیادؒ اور حضرت موسیٰ بن نصیر کے ایک فوجی افسر مغیث رومی کے نام سے منسوب تھا، اس محلہ سے دار الوزارۃ تک جانے کے لئے ابن حزم کو وادئ کبیر کے قریب باب العطارین سے گذرنا پڑتا تھا جسے آج کل باب اشبیلیہ کہتے ہیں،

یہ شہر پناہ کے قریب واقع ہے، کئی بار اس دروازہ کی اصلاح و مرمت ہو چکی ہے، اسی دروازہ کے سامنے امام ابن حزمؒ کا اسٹیچو بلند چبوترے پر نصب کیا گیا ہے۔ چونکہ عبدالرحمٰن المستظہر جلد ہی قتل کر دیا گیا، اس لئے ابن حزم وزارت سے خود بخود الگ ہو گئے اور اپنے مکان بلاط مغیث میں رہنے لگے۔ کیونکہ یہ محلّہ جامع قرطبہ سے قریب تھا۔ جہاں آپ درس و تدریس کے لئے جایا کرتے تھے، مگر تشدد کی وجہ سے اواخر ۴۱۶ھ (سنہ ۱۰۲۶ء) میں ان کو اور ان کے استاذ ابوالخیار مسعود بن مفلت کو جامع قرطبہ چھوڑنی پڑی، اس واقعہ کی وجہ سے ابن حزم بہت رنجیدہ ہوئے، یہاں تک کہ قرطبہ چھوڑ کر اندلس کے مختلف علاقوں میں گھومتے رہے۔ اسی درمیان میں وہ ایک مرتبہ قرطبہ آئے اور منیۃ المغیرہ اور بلاط مغیث کے قصور و محلات کی تباہی و بربادی کا منظر دیکھا تو پھر وہاں سے نکل کر اندلس کے مغربی علاقہ میں گئے، جہاں "ہفت لیشم" نام کے ایک گاؤں میں ان کی خاندانی جاگیر اور جائداد تھی، آج کل اس گاؤں کا نام مونتیجا رہے، جو شہر مَرلَیہ کے شمالی جانب سات کیلو میٹر پر واقع ہے، اس دور افتادہ مقام پر امام ابن حزم نے تقریباً ۲۵ سال بسر کئے، اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں رہ کر علمی و دینی خدمات انجام دیں، یہاں تک کہ اسی جگہ پر ۲۸ شعبان ۴۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۰۶۴ء کو فوت ہوئے، (رحمہ اللہ تعالیٰ)

جن مغربی مستشرقین اور عرب فضلاء نے اس جشن میں ابن حزم پر مقالات پیش کئے اُن کے نام اور مقالات کے عنوانات یہ ہیں:-

(۱) ڈاکٹر خوان برنیت خینیس، پروفیسر برشلونہ یونیورسٹی، "ابن حزم کے نزدیک علمائے ریاضیات کا مقام"

(۲) ڈاکٹر روجیہ ارنالدیز، پروفیسر لیون یونیورسٹی، "ابن حزم اور اسلامی الٰہیات کے اہم مسائل"

(۳) ڈاکٹر شارل بیلا، پروفیسر پیرس یونیورسٹی، "ابن حزم اور ابن شہید اور عربی شاعری"

(۴) ڈاکٹر مانویل اوکانیا خیمینیث، رکن قرطبہ اکیڈمی۔ "قرطبہ ابن حزم کے زمانہ میں"

(۵) ڈاکٹر خاشینتو بوسک بیلا، پروفیسر غرناطہ یونیورسٹی، "ابن حزم ماہر انساب"

(۶) ڈاکٹر فرناندو دی لاجرانجا سنتا ماریا، پروفیسر میڈرڈ یونیورسٹی۔ "ابن حزم کے نزدیک محبت کی تاثیر میں مشرقی اولیات"۔

(۷) ڈاکٹر داریوکا بانیلاس رودریجث، پروفیسر غرناطہ یونیورسٹی، "ابن حزم اور اندلس میں طریقۂ تعلیم"

(۸) ڈاکٹر بدرو مارتینیث مونتابث، ممبر معہد اسپانی عربی برائے ثقافت "عربی شاعری میں دارالخلافہ قرطبہ و اندلس"

(۹) ڈاکٹر الیاس بترس (بطرس) سادایا، پروفیسر میڈرڈ یونیورسٹی، "ادب اور تنقید میں ابن حزم کی آراء"

(۱۰) ڈاکٹر دافید جوشالو مایسو، پروفیسر غرناطہ یونیورسٹی، "ابن حزم اور ابن النغریلہ یہودی کے مابین دینی مباحثہ"

(۱۱) ڈاکٹر میجیل کروث ایرناندیث، پروفیسر سلمنقہ یونیورسٹی "دورِ خلافت میں ثقافتِ اندلسیہ اور ابن حزم کے افکار"

(۱۲) ڈاکٹر خایمہ ادلیفر آسین، مدیر مدرسہ ابحاث عربیہ میڈرڈ "ابن حزم کی طوق الحمامہ اور اسپینی ادب میں اس کا اثر"

(۱۳) ڈاکٹر ہنری پتراس، مدیر دار بلاسکت میڈرڈ، "دسویں صدی کے اواخر میں اندلسی فن کے منصوبے"،

(۱۴) ڈاکٹر لویس سیکوری لوثینا، مدیر مدرسہ ابحاث عربیہ غرناطہ "ابن حزم کی نقط العروس میں جدید نظریئے"،

یہ اسپین کے مستشرقین ہیں، جن کے ناموں کو عربی سے لیا گیا ہے، اسپینی زبان میں ان کا تلفظ کچھ مختلف ہوگا۔

عرب اساتذہ کے نام اور ان کے مقالات کے عنوانات یہ ہیں :-

(۱) ڈاکٹر سعید الافغانی، عمید کلیۃ الآداب، دمشق یونیورسٹی، "ابن حزم کے نظریات لغت میں"

(۲) ڈاکٹر حسین مونس، مدیر معہد دراساتِ اسلامیہ، میڈرڈ، "ابن حزم کے نزدیک علوم کے مراتب"

(۳) ڈاکٹر محمود علی مکی، وکیل معہد دراساتِ اسلامیہ میڈرڈ، "قرطبہ کے فقہی کارنامہ میں ابن حزم کا موقف"

(۴) ڈاکٹر جمال الدین الشیال، پروفیسر اسکندریہ یونیورسٹی اور مشیر ثقافی برائے سفارت جمہوریہ عربیہ متحدہ متعینہ رباط، "اسکندریہ اور ابن حزم کے تعلقات"،

(۵) ڈاکٹر احمد مختار عبادی، پروفیسر اسکندریہ یونیورسٹی و رباط یونیورسٹی، "ابن حزم اور ابن الخطیب کے باہمی تعلقات"

(۶) استاذ محمد عبداللہ عنان، "ابن حزم اور مختلف اقوام کا اجتماع"

غالب گمان ہے ان تمام مقالات و محاضرات کو اور امام ابن حزم کے نو سو سالہ یادگاری جشن کی جملہ کارروائی کو اس کی کمیٹی کی طرف سے کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا، اس تقریب کے موقع پر جلسہ گاہ میں عربی زبان میں یہ بورڈ آویزاں کیا گیا تھا:

احتفال الذكرى
المئوية التاسعة لوفاة
ابن حزم القرطبي
قرطبة من ١٢ الى ١٨ مايو ١٩٦٣
بلدية قرطبة
معهد الدراسات الاسلامية في مدريد
مدرسة الابحاث العربية في غرناطة
المعهد الاسباني العربي للثقافة

سیّد احمد کاشفیؒ

فارسی اور ہندی کا ایک غیر معروف شاعر

از جناب زیدی جعفر صاحب ایم اے ریسرچ اسکالر ہندی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

سید احمد کاشفی فارسی اور ہندی کے ایک قابلِ قدر شاعر گذرے ہیں، ہندوستانی علماء اور اولیاء کی تاریخ آپ کا نام کبھی فراموش نہیں کرسکتی، آپ قطب الاولیاء میر سید محمد قدس اللہ تعالیٰ کے لائق فرزند تھے، اور اپنے والد بزرگوار کی ہی طرح جملہ خصوصیات کے مالک تھے، ان دونوں بزرگوار کی ذات بابرکات نے میر غلام علی آزاد بلگرامی جیسے جید عالم کو اس قدر متاثر کیا کہ انہیں "انیس المحققین" لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ "انیس المحققین" کے اب تک صرف دو قلمی نسخے میری نگاہوں سے گذرے ہیں جن میں ایک حبیب گنج کلکشن مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا ہے، اور دوسرا کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد کا۔ یہ کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ جن میں پہلی اور دوسری فصل میں حضرت قطب الاولیاء میر سید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت سلطان الاولیاء میر سید احمد قدس سرہٗ کے احوال اور اقوال تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

میر سید احمدؒ سے متعلق آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ آپ سادات صحیح النسب سے ہیں، اور آپ کے آباؤ کرام قصبۂ جالندھر میں رہتے تھے، آپ کے دادا میر ابو سعید نے کالپی کی سکونت اختیار کرلی تھی، آپ کے والد میر سید محمد مظہرِ تجلیات ازل وابد تھے، آپ کی تصنیفات میں 'رواتح بعبارات عربی' 'رسالہ تحقیق روح' 'اسرارِ توحید' 'ارشاد السالکین' 'رسالۃ الفنا' 'عقائدۃ الصوفیہ' 'رسالہ عمل معمول' 'واردات' اور 'تفسیر سورۂ فاتحہ' کا ذکر آزاد نے انیس المحققین میں کیا ہے۔ میر سید محمدؒ کو عربی اور فارسی کی طرح ہندی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔

اور آپ نے باقاعدہ طور پر اس زبان میں شاعری بھی کی ہے۔ آپ کا ایک ہندی دیوان کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔

میر آزاد بلگرامی نے سید احمد قدس سرہٗ سے متعلق جو تفصیلات درج کی ہیں ان کا ماخذ جناب محمد یحییٰ المعروف بہ شیخ خوب اللہؒ کی تصنیفات ہیں جن کی تعداد بیس کے قریب ہے، فارسی کے دوسرے تذکروں میں چند ہی ایسے ہیں جن میں آپ کی ذاتِ مبارکہ پر کچھ لکھنے کی زحمت کی گئی ہے، جناب غلام سرور لاہوری نے 'خزینۃ الاصفیہ' جلد اول صفحہ ۴۷۸ پر آپ سے متعلق چند سطریں اس طرح درج کی ہیں:

"میر سید احمد گیسو دراز کالپوی قدس سرہ پسرہ مرید سید محمد است، جامع علوم ظاہر و باطن و حقائق و معارف و عشق و محبت و سماع و وجد بود و اشعار فارسی و ہندی گفتے"

غلام سرور صاحب نے سید احمد کے ساتھ لفظ گیسو دراز کا اضافہ کیا ہے جو غالباً خزینۃ الاصفیہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتا، ان کی تحریر سے یہ تو ضرور پتہ چلتا ہے کہ فارسی اور ہندی میں اشعار کہتے تھے لیکن ان زبانوں میں کیا تخلص کرتے تھے اس طرف سرور صاحب نے کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

میر آزاد بلگرامی نے تذکرہ ید بیضا میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ "کاشفی تخلص حضرت میر سید احمد ولد سید محمد ساکن کالپی است...... آنجناب اکثر معانی حقائق را در لباس نظم ادا می فرمودہ اند، دیوان فارسی ایشاں مرتب است و نظم ہندی ہم بمرتبہ کثرت رسیدہ است" تذکرہ ید بیضا قلمی صفحہ ۲۱۰ شمارہ نمبر ۱۸۶ آصفیہ حیدرآباد۔

اس سے یہ تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ کا فارسی میں کاشفی تخلص تھا ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ صاحبِ دیوان شاعر تھے اور ہندی میں بھی آپ پائے کے اشعار کہتے تھے، آپ کے سنہ ولادت سے متعلق آزاد بلگرامی یا کسی دوسرے تذکرہ نگار نے کچھ بھی نہیں لکھا ہے، سنہ وفات آزاد کے مطابق ۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ ہجری ہے۔

چوبیس سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت قطب الاولیاءؒ کی مسند پر بیٹھے، علم تفسیر جناب شیخ محمد الہ آبادی سے حاصل کیا اور دیگر علوم اپنے والد بزرگوار سے، کرامت کا یہ عالم تھا کہ اورنگ زیب کے دل پر حکمراں نظر آئے۔

سماع و سرود کی محفلوں نے عرفان و تقویٰ میں چار چاند لگائے، خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت تھی۔ اس کے باوجود نقش بندی سلسلہ کے علماء کا بھی احترام کرتے تھے، اشعار زیادہ تر فی البدیہہ کہا کرتے تھے اور یہی